

## 133560-تیم بچوں کی ماں شادی کر لے تو بچوں کے مال کا وصی کون ہوگا

### سوال

تین یقین بچے ہیں جن کا مال انکی ماں کے پاس ہے، اب ماں نے ایک شخص سے شادی کر لی ہے جو بچوں کا رشتہ دار نہیں، یہ علم میں رہے کہ بچوں کا دادا اور نانی موجود ہے، اور بچے اور ماں بھی میں، سوال یہ ہے کہ اس حالت میں بچوں کے مال کا ذمہ دار اور نگران کون ہوگا؟

پانچ برس تک تو بچوں کا مال ان کی ماں کے پاس تھا اور کوئی تجارت نہیں کی بلکہ زکاۃ کی ادائیگی سے ماں میں کمی ہی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو برکت سے نوازے اس کے متعلق کیا حکم ہوگا؟

؟

### پسندیدہ جواب

#### اول :

اصل تو یہی ہے کہ باپ نے بچوں کے مال کا جسے وصی و نگران بنایا ہے وہی ماں کی ذمہ داری سنبھالے گا، چاہے وہ رشتہ دار ہو مثلاً ماں یا پاچا اور دادا وغیرہ یا غیر رشتہ دار ہو لیکن اگر باپ نے کسی کو بچوں کے مال کا وصی و نگران نہیں بنایا تو دادا ان بچوں کے مال کا ذمہ دار اور نگران ہوگا۔

اور اگر دادا نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی یا پھر قریب ترین عصبه مثلاً بھائی یا پاچا وغیرہ کو، اور اگر ایک سے زائد عصبه ہوں اور درجہ بھی ایک ہی رکھتے ہوں تو قاضی و حاکم جسے زیادہ بہتر سمجھے اسے اختیار کرے گا کہ وہ امانت و دیانت اور ماں کی حفاظت و دیکھ بھال کی طاقت رکھتا ہو

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کشته ہیں :

"بچے اور مجنون و پاگل اور بے وقوف پر سب رشتہ داروں کو ولایت حاصل ہے... اور باپ دادا حاکم کے علاوہ کو ولایت حاصل ہوگی امام ابو حیین رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور کتاب الام میں امام احمد سے منصوص ہے، لیکن باب اور دادے اور حاکم کے ساتھ ولایت کی تخصیص بہت ہی ضعیف ہے" انتہی

ویکھیں : الفتاوی الکبری (5/397).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کشته ہیں :

"بچے پر ولایت بچے کے قریب ترین کو حاصل ہوگی چاہے وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ ماں عقل و رشد کی مالکہ ہو؛ اس لیے کہ ولایت کا مقصد تو اس پھر مجنون و پاگل اور بے وقوف کی حفاظت ہے، اس لیے جب بچے کے قریبی رشتہ دار میں حفاظت کرنے والی موجود ہو تو وہ کسی دوسرے سے بہتر ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ یہی حق ہے، اس بنابر دادا اور باپ اپنی اولاد کے ولی ہونگے، اور بھائی اپنے پھر میں کو بھائی کا ولی ہوگا، اور جب عصبه نہ ہو تو پھر ماں اپنے بیٹے کی ذمہ دار ہوگی، جی ہاں اگر بالفرض بچے کے رشتہ داروں میں محبت و شفقت اور رزمی و مہربانی نہیں تو اس صورت میں ہم قاضی اور حکمران سے رجوع کریں گے کہ کون ولی ہونے کے لائق ہے۔" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (86/9).

دوم:

اوپر کی سطور میں جو تفصیل بیان ہوتی ہے کہ بنا پر ان یتیم بچوں کے مال پر ان کے دادے کو ولایت حاصل ہے، اور اگر دادا عاجز ہو یا پھر یتیم بچوں کے اموال کی دیکھ بحال نہیں کر سکتا تو پھر ولایت مال کو مل جائیں۔

مال کی شادی کا اپنے بچوں کے مال پر ولایت کوئی اثر نہیں ہوگا، کیونکہ بچے کی پرورش اور مالی مسولیت میں فرق ہے، کیونکہ حق پرورش مال کی شادی کی بنا پر ساقط ہو جاتا ہے، لیکن مالی مسولیت شادی سے ساقط نہیں ہوتی۔

سوم:

یتیم بچے کے مال کا ولی و نگران دادا ہو یا مال یا کوئی اور اسے چاہیے کہ مال کو تجارت میں لگائے اور کو شش کرے کہ وہ مال کو وہاں صرف کریں جہاں بچے کی مصلحت ہو اور بچوں کو فائدہ ہوتا ہو۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿(اور تم یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اس طریقہ کے ساتھ)﴾۔

یعنی یتیم کا مال وہاں صرف کرو جس میں بچے کی مصلحت پائی جائے اور اسے فائدہ ہو اور مال بڑھے۔

ابن قادم رحمہ اللہ کنٹے ہیں:

”یتیم کے مال کے نگران اور ولی کو پاہیزے کہ وہ اس مال کو مضاربہت میں لگائے، اور ایسے شخص کو دے جو اس کے ساتھ مضاربہت والی تجارت کرے، اور اس کے لیے نفع میں حسہ مقرر کرے، چاہے وصی ہو یا حاکم کا امین و خزانچی یا باپ، اسے ویسے چھوڑنے سے بہتر ہے۔

اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور نجی حسن بن صالح اور امام مالک امام شافعی اور ابو ثور اور اصحاب الرائے شامل ہیں، اور عمر بن خطاب، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حنفی کے ساتھ تجارت کرنا ثابت ہے۔

ہمارے علم کے مطابق تو کسی نے بھی اسے ناپسند اور مکروہ نہیں سمجھا، صرف حسن سے ایسی روایت ملتی ہے، اور ہو سکتا ہے انہوں نے نظرہ کے پیش نظر اس سے اجتناب کرنا سمجھا ہے، اور اس لیے کہ اسے محفوظ رکھنے میں زیادہ بہتری ہے۔

جمهور کی رائے زیادہ بہتر ہے کیونکہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کوئی بھی یتیم کا ولی بنے اور یتیم کا مال ہو تو وہ اس مال کی تجارت کرے اور اسے ویسے ہی نہ چھوڑ دے کہ صدقہ و زکاۃ اسے کھا جائے۔“

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے جو کہ مرفع سے زیادہ صحیح ہے۔

اور اس لیے بھی کہ یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہو گا تاکہ اس یتیم بچے کا خرچ تجارت کے نفع میں سے ہو، جس طرح تاجر لوگ اپنے اموال اور دوسروں کے اموال کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن وہ اسی تجارت میں مال لگانے جاں نفیضان کا خدشہ نہ ہو، اور کسی دھوکہ باز کو تجارت کے لیے مال مت دے "انتہی

دیکھیں : المغنی (6/338).

اور اگر ماں یا یتیم بچوں کے مال کا نگران فائدہ مند امور میں مال لگانے سے عاجز ہو تو پھر ولایت بعد وائلے شخص کی طرف منتقل ہو جائیگی جو اس ذمہ داری کو بھانے کی اہل رکھتا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یتیم کے مال کا ولی اور نگران اسے ہی بنایا جائیگا جو اس ذمہ داری کو بھانے کی امیت رکھتا ہو اور اماندار ہو، واجب ہے کہ اگر ولی میں یہ اوصاف نہ ہوں تو پھر اس سے بہتر شخص کو ولی بنایا جائیگا" انتہی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (30/44).

واللہ اعلم.